153
تار کا پتہ ۔ ڈیلی الفضل لاہور
بسم اللہ الرحمن الرحیم
ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹
انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
پاکستان زندہ باد
الفضل
استقلال نمبر
لاہور
فی پرچہ ۲
ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر
The Daily ALFAZL LAHORE
جلد ۴۳/۸ ۱۴ ظہور ۱۳۳۲ ہش
۱۴ اگست ۱۹۵۳ء نمبر ۱۲۷
پاکستان کے تین معمار
وزیر خارجہ
وزیر اعظم
آنریبل چودھری محمد ظفر اللہ خاں
قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم
آنریبل مسٹر محمد علی
سرمہ مبارک ۔ آنکھ کے جملہ امراض کا علاج ، قیمت چھوٹی شیشی ۱/۴ بڑی شیشی ۲/۸ • دواخانہ نور الدین جودھامل بلڈنگ لاہور

تم پاکستان کی خشتِ اوّل ہو تمہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئیے کہ تمہارے طریق اور عمل میں کوئی کجی نہ ہو

اگر تم اپنے نفسوں کو قربان کر کے پاکستان کی عمارت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کردوگے تو

تمہارا نام اس عزت و محبت سے لیا جائیگا جس کی مثال آئندہ آنے والی نسلوں میں نہیں پائی جائیگی

پاکستانی نوجوانوں سے حضور امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ

پاکستانی نوجوانو! تم ایک نئے ملک کے شہری ہو۔ دنیا کی بڑی مملکتوں میں سے بظاہر ایک چھوٹی سی مملکت کے شہری ہو تمہارا ملک مالدار ملک نہیں ہے ایک غریب ملک ہے۔ دیر تک ایک غیر حکومت کی حفاظت میں امن اور سکون سے رہنے کے عادی ہو چکے ہو۔ سو تمہیں اپنے اخلاق اور اپنے کردار بدلنے ہوں گے۔ تمہیں اپنے ملک کی عزت اور ساکھ دنیا میں قائم کرنی ہوگی۔ تمہیں اپنے وطن کو دنیا سے روشناس کرانا ہوگا۔ ملکوں کی عزت کو قائم رکھنا بھی ایک بڑا دشوار کام ہے۔ لیکن ان کی عزت کو بنانا اس سے بھی زیادہ دشوار کام ہے۔ اور یہی دشوار کام تمہارے ذمہ ڈالا گیا ہے۔

تم ایک نئے ملک کی نئی پود ہو۔ تمہاری ذمہ داریاں پرانے ملکوں کی نئی نسلوں سے بہت زیادہ ہیں۔ انہیں ایک بنی بنائی چیز ملتی ہے انہیں آباء و اجداد کی سنتیں یا روائتیں وراثت میں ملتی ہیں۔ مگر تمہارا یہ حال نہیں ہے۔ تم نے ملک بھی بنانا ہے۔ اور تم نے نئی روائتیں بھی قائم کرنی ہیں۔ ایسی روائتیں جن پر عزت اور کامیابی کے ساتھ آنے والی بہت سی نسلیں کام کرتی چلی جائیں۔ اور ان روائتوں کی راہ نمائی میں اپنے مستقبل کو شاندار بناتی چلی جائیں پس دوسرے قدیمی ملکوں کے لوگ ایک اولاد ہیں۔ مگر تم ان کے مقابلے پر ایک باپ کی حیثیت رکھتے ہو وہ اپنے کاموں میں اپنے باپ دادوں کو دیکھتے ہیں تم نے اپنے کاموں میں آئندہ نسلوں کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ جو بنیاد تم قائم کرو گے آئندہ آنے والی نسلیں ایک حد تک اسی بنیاد پر عمارت قائم کرنے پر مجبور ہونگی۔ اگر تمہاری بنیاد ٹیڑھی ہوگی۔ تو اس پر قائم کی گئی عمارت بھی ٹیڑھی ہوگی۔ اسلام کا مشہور فلسفی شاعر کہتا ہے ؎

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

یعنی اگر معمار پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھتا ہے۔ تو اس پر کھڑی کی جانے والی عمارت اگر ثریا تک بھی جاتی ہے تو ٹیڑھی ہی جائیگی۔ پس بوجہ اسکے کہ تم پاکستان کی خشتِ اول ہو تمہیں اس بات کا بڑی احتیاط سے خیال رکھنا چاہئیے کہ تمہارے طریق اور عمل میں کوئی کجی نہ ہو۔ کیونکہ اگر تمہارے طریق اور عمل میں کوئی کجی ہوگی۔ تو پاکستان کی عمارت ثریا تک ٹیڑھی چلتی چلی جائے گی۔

بے شک یہ کام مشکل ہے۔ لیکن اتنا ہی شاندار بھی ہے۔ اگر تم اپنے نفسوں کو قربان کر کے پاکستان کی عمارت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کردوگے تو تمہارا نام اس عزت اور اس محبت سے لیا جائیگا جس کی مثال آئندہ آنے والے لوگوں میں نہیں پائی جائیگی پس میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی منزل پر عزم، استقلال اور عاد حوصلہ سے قدم مارو، قدم مارتے چلے جاؤ۔ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے قدم بڑھاتے چلے جاؤ کہ عالی ہمت نوجوانوں کی منزلِ اول بھی ہوتی ہے منزلِ دوم بھی ہوتی ہے۔ منزلِ سوم بھی ہوتی ہے لیکن آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی ایک منزل کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری وہ اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنے سفر کو ختم کرنا نہیں جانتے۔ وہ اپنے رختِ سفر کو کندھے سے اتارنے میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں۔ ان کی منزل کا پہلا دور اسی وقت ختم ہوتا ہے۔ جبکہ وہ کامیاب اور کامران ہو کر اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ اور اپنی خدمت کی داد اُس سے حاصل کرتے ہیں۔ جو ایک ہی ہستی ہے۔ جو کسی کی خدمت کی صحیح داد دے سکتی ہے۔

پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نوجوانو! اسلام کے بہادر سپاہیو! ملک کی امیدوں کے مرکزو! قوم کے سپوتو! آگے بڑھو کہ تمہارا خدا، تمہارا دین، تمہارا ملک اور تمہاری قوم محبت اور امید کے مخلوط جذبات سے تمہارے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں۔

(تعلیم الاسلام کالج کے جلسہ تقسیم اسناد میں طلباء سے خطاب)

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۱۴ ظہور ۱۳۳۳ ش

154

تعمیر پاکستان

پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے آج پورے سات سال ہو جائیں گے۔ سات سال پہلے پاکستان برصغیر ہند کا ایک حصہ تھا۔ جس پر انگریزوں کی حکومت تھی، جس کو دو حصوں پاکستان اور بھارت میں تقسیم کرکے آزاد کر دیا گیا۔ انگریزوں سے پہلے یہاں مغلوں کی اور ان سے پہلے افغانوں کی حکومت تھی۔ جنہوں نے اپنا وطن ترک کرکے یہیں بود و باش اختیار کر لی تھی۔

افغان اور مغل مسلمان تھے۔ کچھ مسلمان افغانستان۔ ترکستان۔ ایران اور عرب ممالک سے آکر آباد ہو گئے۔ اور کچھ یہاں کے رہنے والوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح تمام برصغیر میں مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد موجود ہو گئی۔ اور وہ یہاں کی آبادی کا ایک معتدبہ حصہ بن گئے۔

جب انگریزوں نے یہاں اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اور مغربی تعلیم پھیلنے لگی۔ تو ہندوؤں نے تو فوراً نئے طور و طریق اختیار کر لئے۔ مگر مسلمان اکثر علماء کی رہنمائی میں ان کا ساتھ نہ دے سکے۔ انگریز بھی اس لحاظ سے کہ پہلے مسلمان یہاں بادشاہ تھے۔ ان کو زیادہ سے زیادہ کمزور کرنے پر تل گیا۔ اور ہندوؤں کی حوصلہ افزائی کرنے لگا۔ آخر سرسید مرحوم ایسے لوگوں نے مسلمانوں کی رہنمائی کی۔ اور انہیں حالات سے فائدہ اٹھانے کی طرف متوجہ کیا۔ جس سے مسلمانوں کی کسی قدر تنظیم ہونے لگی۔ اور وہ بھی ہندوؤں کے دوش بدوش ملک کے معاملات میں حصہ لینے لگے۔ مسلمان چونکہ دوسری باتوں کی طرح تعلیم میں ہندوؤں سے بہت پیچھے رہ گئے تھے۔ سرسید نے زیادہ تر مسلمانوں کی تعلیم پر زور دیا۔

انگریزی راج میں ہندو اور مسلمانوں کے مفاد باوجود ایک حکومت ہونے کے باہم ٹکراتے رہے۔ ہندو اپنی اکثریت اور تعلیم میں بڑھ جانے کی وجہ سے مسلمانوں کے جائز حقوق بھی دباتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ یہ محسوس ہونے لگا۔ کہ اگر کسی وقت برصغیر آزاد ہوا۔ تو اکثریت مسلمان اقلیت کے ساتھ انصاف نہیں کر سکے گی۔

پہلے تو مسلمان زعماء ملک کی آزادی کی جدوجہد میں کانگرس کے ساتھ شانہ بشانہ حصہ لیتے رہے۔ مگر چونکہ کانگرس میں ہندوؤں کا زور تھا۔ جو فرقہ وارانہ جذبات سے بری نہ تھے۔ اور جن کے خیال میں ہندوستانی قومیت کا مطلب صرف ہندو قومیت تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو سرسید مرحوم کے خطوط پر اپنی بہبودی کے لئے الگ سوچنا پڑا۔ اور ملک کی تقسیم کا سوال اٹھانا پڑا۔ جس کے لئے قائد اعظم کو غیر معمولی جدوجہد کرنی پڑی۔

قائد اعظم کو تین عناصر سے نبرد آزما ہونا پڑا اول انگریز جو آزادی کے بعد بھی اپنا مفاد متحدہ ہندوستان میں دیکھتے تھے۔ دوم کانگرس جس کے رجحانات فرقہ وارانہ ہو چکے تھے۔ سوم مسلمانوں کی بعض جماعتیں جن کے لیڈر یا تو قسمت آزمانا چاہتے تھے۔ اور مسلم لیگ کی لیڈرشپ سے باغی تھے۔ اور یا پھر ظاہر و در پردہ کانگرس کی فیاضی پر زندگی بسر کرتے تھے۔ اور یقیناً بعض ایسے بھی تھے۔ جو نیک نیتی سے تقسیم کو ضرر رساں سمجھتے تھے۔ مگر ان کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔

ظاہر ہے کہ ایسی غیر متوازن جنگ میں نقصان اٹھانا ضروری تھا۔ انگریز اور کانگرس متحدہ ہندوستان کے حامی تھے۔ دونوں میں سازباز کا ہونا ضروری تھا۔ جب پاکستان کے مطالبہ کو وہ روک نہ سکے۔ تو دونوں نے مل کر پاکستان کو کمزور سے کمزور بنانے کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ پہلے تو بنگال اور پنجاب کی تقسیم کا سوال اٹھایا۔ جب وہ بھی مسلمانوں کے مطالبہ کی راہ میں حائل نہ ہو سکا۔ تو پھر بونڈری کمیشن کے ذریعہ پاکستان کی حدود کو سخت نقصان پہنچایا۔ گورداسپور کا ضلع جہاں مسلمانوں کی بالبداہت اکثریت تھی۔ اس کا بڑا اور اہم حصہ بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ جس سے بھارت کو کشمیر پر ناجائز قبضہ کرنے اور پاک پنجاب کے نہری سسٹم کو میلا کرنے کا موقع مل گیا۔

پھر تقسیم میں حیرت انگیز تعجیل سے کام لیا گیا۔ جس سے غرض یہ تھی کہ پاکستان سنبھلنے نہ پائے۔ اور جو بے انصافیاں اس سے کی گئی ہیں۔ ان کے زخم محسوس نہ کرنے پائے۔ قائد اعظم کی اس پہلی تقریر کی تلخی جو انہوں نے تقسیم کے وقت نشر کی تھی۔ اب تک پاکستانیوں کے کان محسوس کر رہے ہیں۔

پاکستان بن گیا۔ مگر ان تمام عناصر نے اپنی سرگرمیاں ابھی تک جاری کر رکھی ہیں۔ برطانیہ اب بھی پاکستان کے خلاف بھارت کی پشت پناہی کئے چلا جاتا ہے۔ بھارت کی حکومت نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ نہ صرف پاکستان کے حصہ کا مال ابھی تک دبا رکھا ہے۔ بلکہ کشمیر پر جو ہر لحاظ سے پاکستان کا ایک حصہ ہے۔ ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ اور اب دریاؤں کا رخ موڑ کر پاکستان کی نہریں خشک کر دی ہیں۔

ان بیرونی مشکلات کے علاوہ اندرونی مشکلات بھی ابھی تک موجود ہیں۔ تخریبی عناصر اسی طرح ملک میں انارکی پھیلانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور پاکستان میں رہتے ہوئے بھی اس کے اسی طرح بدخواہ ہیں۔

ان بیرونی اور اندرونی مشکلات کے باوجود پاکستان کیا بین الاقوامی رسوخ و وقار کے لحاظ سے اور کیا اندرونی اصلاحات کے لحاظ سے بفضل خدا شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔ وہ ہر پہلو سے آگے آگے قدم رکھ رہا ہے۔ نہ صرف اقوام عالم میں اس نے اپنی جگہ بنائی ہے۔ بلکہ اسلامی دنیا کا بھی اعتماد حاصل کیا ہے۔

اگرچہ رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے پاکستان دنیا کی چھٹی بڑی مملکت ہے۔ مگر ان پانچوں میں بڑی مملکتوں اور اس میں بہت بڑا فرق ہے۔ آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے وہ بھارت کے چوتھے حصہ اور چین کے چھٹے حصے کے برابر بھی نہیں۔ مگر قومی وقار کے لحاظ سے وہ کسی سے کم نہیں۔ اور ہمیں یقین ہے۔ کہ اگر تخریبی عناصر راہ راست پر آجائیں۔ تو وہ چند ہی سالوں میں کم از کم مشرقی اقوام کی صف اول میں آسکتا ہے۔

اس کے باوجود پاکستان ابھی بہت کمزور ملک ہے۔ اس کا معاشرتی معیار ابھی بہت پست ہے۔ صنعت و حرفت میں بھی وہ بہت پیچھے ہے۔ عوام کی سیاسی ذہنیت ابھی بہت پست ہے۔ جس کی وجہ سے قسمت آزما لیڈر عوام کے جذبات سے آسانی سے کھیل سکتے ہیں۔ اور انہیں جلد گمراہ کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے راستہ میں یہ ایک بھاری پتھر ہے۔ جس کو ہٹانا نہایت ضروری ہے۔

الغرض پاکستان کے بہی خواہوں کے سامنے کام کے ابھی بڑے بڑے پہاڑ ہیں۔ جن کو سر کرنا ہے۔ اس لئے سستانے کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ ہمیں اپنے وطن کی تعمیر کے لئے شہد کی مکھیوں کی طرح کام کرنے کی ضرورت ہے۔ تعمیری کام کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ نہ کہ نکھٹوؤں اور جھگڑالوؤں کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت

ناصر آباد ۱۱ر اگست (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زخم کی جگہ پر درد بہت ہے۔ اور اس میں بے حسی بڑھ رہی ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرمودہ

جماعت احمدیہ کے لئے سال رواں کا پروگرام

(۱) "ہر تعلیم یافتہ مرد اور ہر تعلیم یافتہ عورت جماعت کے کسی ایک مرد یا عورت کو جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتے۔ معمولی لکھنا پڑھنا سکھا دے۔"

(۲) "جماعت کا ہر فرد چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد تحریک جدید میں حصہ لے ...... جماعت کا کوئی فرد تحریک جدید سے باہر نہ رہ جائے۔"

(۳) "ہر احمدی زمیندار جو فصل عام طور پر کاشت کرتا ہے۔ وہ اس کا ½ فی صدی زیادہ بوئے اور اسکی آمدنی تحریک جدید میں دے۔"

(۴) "ہر احمدی اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ زائد کام کرے۔ اور اس سے جو زائد آمد ہو۔ وہ اشاعتِ اسلام کے لئے دے۔"

(۵) "یہ پروگرام میں نے جماعت کے لئے تجویز کیا ہے۔ .... سلسلہ کے مبلغ جس جگہ جائیں وہ لوگوں کو اسکی ترغیب دلائیں۔ اور لوگوں سے سو فی صدی اس پروگرام پر عمل کرانے کی کوشش کریں۔ اور جماعت کے سکرٹری اور پریذیڈنٹ صاحبان ذمہ داری سے کام لیں۔ اور جماعت کے تمام افراد سے اس پر عمل کرائیں۔"

امریکہ اور ترکی کے ساتھ باہمی دفاعی امداد اور باہمی تحفظ کے معاہدے بادشاہوں حکومتوں کے سربراہوں اور دیگر متعدد غیر ملکی عمائدین کا پاکستان آنا عالم اسلام کے مسائل کو حل کرنے میں نمایاں خدمات سرانجام دینا اور ان کے ساتھ مذہبی ثقافتی اور برادرانہ تعلقات کا دن بدن استوار سے استوار تر ہونا یہ سب امور اس بات پر گواہ ہیں کہ پاکستان نے بین الاقوامی میدان میں نمایاں ترقی کی ہے اور اہل ترین قیادت کی بدولت اقوام عالم کی برادری میں اس کا وقار اور اس کی منزلت میں شایان شان اضافہ ہوا ہے۔

"بین الاقوامی حیثیت سے ہم بتدریج ترقی کرتے جا رہے ہیں۔ اور آج غیر ممالک میں ہمارا وقار جتنا بلند ہے اتنا اس سے قبل غالباً کبھی نہیں تھا"

اسی خیال کا اظہار آنریبل مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان نے اپنی حالیہ نشری تقریر میں کیا ہے۔

پاکستان کی حیثیت اب بین الاقوامی میدان میں بڑی مستحکم ہو گئی ہے۔ اس کا اندازہ دو اہم واقعات سے ہو سکتا ہے جو یہ ہیں۔

(۱) ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ساتھ باہمی دفاعی امداد کا معاہدہ اور

(۲) ترکی کے ساتھ باہمی تحفظ کا معاہدہ

اقوام متحدہ میں پاکستان نے ہمیشہ مظلوم قوموں کی حمایت کی ہے۔ اس سال پاکستان کو بادشاہوں حکومتوں کے سربراہوں اور دیگر متعدد غیر ملکی عمائدین کا اپنی سرزمین پر خیر مقدم کرنے اور ان کی میزبانی کے فرائض انجام دینے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

دولت مشترکہ

پاکستان دولت مشترکہ کا ایک رکن ہے اور تقریباً تمام رکن ممالک کے ساتھ اس کے تعلقات بہت خوشگوار ہیں

تعلقات دولت مشترکہ کی پانچویں کانفرنس اس سال ماہ مارچ میں پاکستان کے تاریخی شہر لاہور میں منعقد ہوئی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ یہ کانفرنس ایک ایشیائی ملک میں منعقد ہوئی۔ اس میں برطانیہ کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ ہندوستان، جنوبی افریقہ، ملایا، وفاق رہوڈیشیا نیاسالینڈ، مغربی افریقہ۔ جزائر غرب الہند اور پاکستان کے تقریباً ۷۰ مندوبین شریک ہوئے۔ کانفرنس میں متعدد امور مثلاً دولت مشترکہ کی نئی صورت، علاقہ داری تحفظ، نسلی تعلقات اور اقتصادی مفادات پر غور کیا گیا۔

وزیر خارجہ آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے وزیر اعظم کی جانب سے جو عدیم الفرصتی کی وجہ سے نہ آ سکے تھے۔ کانفرنس کا افتتاح کیا۔ وزیر اعظم نے اپنے خطبہ میں مندوبین کا خیر مقدم کرتے ہوئے دولت مشترکہ کی باعمل حیثیت کا ذکر کیا اور کہا کہ "اس پر جمود نہیں طاری ہوتا۔ یہ ادارہ بدلتے ہوئے حالات کی مناسبت سے اپنی حیثیت میں تبدیلی کرتا رہتا ہے اور نئے حالات کا سامنا کرنے کے لئے قوانین وضع کرتا ہے" تاہم وزیر اعظم نے متنبہ کیا کہ اس کے ارکان کے درمیان غیر تصفیہ شدہ تنازعات سے دولت مشترکہ کے وقار اور حیثیت کو سخت نقصان پہنچے گا۔ ایسے حالات میں دولت مشترکہ سے کم از کم یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اخلاقی دباؤ ڈالے اور اس بات پر اصرار کرے کہ تنازعہ کا تصفیہ منصفانہ طریقہ سے ہو۔"

ریاست ہائے متحدہ امریکہ

ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور لاطینی امریکی ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات بہت خوشگوار ہیں۔ در حقیقت ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو ہم اپنے بہترین دوستوں میں شمار کرتے ہیں اس نے دس لاکھ ٹن گیہوں کا مفت تحفہ دے کر ہمیں غذائی بحران پر قابو پانے میں مدد دی۔

کراچی میں ۱۹ مئی کو باہمی دفاعی امداد کے معاہدہ پر دستخط ہوئے۔ جس کی وجہ سے دونوں ملکوں کے دوستانہ تعلقات اور زیادہ مستحکم ہو گئے۔ اس معاہدہ کے تحت امریکہ پاکستان کو فوجی ساز و سامان اور پاکستانی افواج کو تربیتی سہولتیں مہیا کرے گا۔ لیکن اس معاہدہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پاکستان نے امریکہ کے ساتھ فوجی اتحاد کر لیا ہے یا وہ اسے فوجی اڈوں کے استعمال کی اجازت دینے پر رضامند ہو گیا ہے

اس معاہدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے وزیر اعظم نے حال ہی میں کہا ہے کہ اس معاہدہ کی وجہ سے ہم ملک کو مقامی طور پر مستحکم کر سکیں گے اور اقتصادی ترقی کی رفتار تیز کر سکیں گے۔ اور اس طرح بین الاقوامی امن و خوشحالی کے سلسلہ میں ممد و معاون ثابت ہو سکیں گے"۔

پاکستان نے امریکہ کے ساتھ ایک دوسرا معاہدہ کیا ہے جس کے تحت امریکہ سے مطبوعات اور فنی لٹریچر درآمد کیا جا سکیگا

خیر سگالی کے اظہار کے طور پر بہت سی مشہور امریکی شخصیتیں پاکستان آئی ہیں۔ جن میں مسٹر رچرڈ ایم۔ نکسن نائب صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی بحری و ہوائی اور بحر روم کی فوجوں کے کمانڈر ان چیف وائس ایڈمرل راٹ بھی شامل ہیں

یورپ

یورپی ممالک میں اٹلی۔ فرانس۔ جرمنی اور سوئیٹزرلینڈ نے فنی تربیت کے لئے پاکستانی طلباء کو بہت سے وظیفے دیئے ہیں۔ پاکستان نے سوئیٹزرلینڈ میں اپنا سفارت خانہ کھولا اور اپنے سفیر (متعینہ سوئیٹزرلینڈ) کو آسٹریا اور ویٹیکن کے لئے بھی اپنا منسٹر مقرر کر دیا۔

پاکستان کے لئے فنی امداد کے سلسلہ میں سویڈن کے ایک وفد نے پاکستان کا دورہ کیا ہے۔ پاکستان نے ہلسنکی میں مسلم کمیونٹی کو ایک مسجد کی تعمیر کے لئے ۵ ہزار پونڈ کا عطیہ دیا۔ یورپ کی بہت سی کوہ پیما جماعتوں کو پاکستان میں ان چوٹیوں پر چڑھنے کی اجازت دی گئی۔ جو اب تک سر نہیں ہوئی ہیں۔ چنانچہ اٹلی کے کوہ پیماؤں کی ایک جماعت گوڈون آسٹن کی مشہور چوٹی کو سر کرنے میں کامیاب بھی ہو گئی ہے۔ ماؤنٹ ایورسٹ کے بعد یہ دنیا کی سب سے زیادہ بلند چوٹی ہے جو ابھی تک سر نہیں ہوئی تھی اس مہم میں چار پاکستانی کوہ پیما بھی شامل تھے جنھیں پاکستانی افواج کی ہیلتھ سروسز کے کرنل ڈاکٹر عطاء اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

عالم اسلام

پاکستان عالم اسلام کی امن و خوشحالی کے لئے برابر کوشاں رہا ہے اسلامی ممالک کے بارے میں وزیر اعظم نے کہا ہے "ان کا غم ہمارا غم اور ان کی خوشی ہماری خوشی ہے ان کا مفاد ہمارا مفاد ہے اور ان کا استحکام اور ان کی خوشحالی ہمارا استحکام اور ہماری خوشحالی ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ فلسطین۔ لیبیا۔ تیونس اور مراقش کی پرزور حمایت اور وکالت کی ہے اور اس ضمن میں علی الخصوص وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ وہ تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہینگے۔ عرب اقوام ان کی ان خدمات کی دل سے معترف ہیں اور انہیں دنیائے اسلام کے بطل جلیل کے نام سے یاد کرتی ہیں۔

نہر سوئیز ایران کے تیل اور نخلستان بریمی کے تنازعات کے سلسلہ میں بھی پاکستان نے نمایاں خدمت انجام دی ہے۔ پاکستان اور ترکی کے درمیان ۲ اپریل کو دوستانہ اشتراک عمل کا ایک معاہدہ ہوا جسے وزیر اعظم نے "عہد حاضر کی اسلامی تاریخ میں ایک عہد آفرین واقعہ" قرار دیا۔ اس سال دو اسلامی ملکوں کے فرمانروا یعنی ہز مجسٹی شاہ عراق اور ہز میجسٹی سلطان سعودی عرب پاکستان تشریف لائے۔ اور وزیر اعظم پاکستان نے ترکی کا دورہ کیا جہاں ان کا انتہائی برادرانہ خلوص و دوستی سے خیر مقدم ہوا۔ وہ لبنان اور شام بھی گئے

اپنے ملک میں مہاجرین کے مسئلہ سے دوچار ہونے کے باوجود پاکستان نے ۱۹۵۳ء میں مہاجرین فلسطین کے لئے ...... روپے کا عطیہ دیا اور ۵۵-۱۹۵۴ء میں بھی اتنی ہی رقم دی۔ پاکستان نے اردن کے اراضی ...

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صحیح معنوں میں مومن ہیں ان کے دل میں اسلام کا درد ہے اور انہیں قرآنی علوم پر پورا عبور حاصل ہے

ان کے خطبۂ اسناد کا ہر لفظ اور ہر فقرہ اسلامی روح کا آئینہ دار ہے

وزیر خارجہ کے خطبۂ اسناد پر انجمن ترقی اردو کے پندرہ روزہ اخبار "قومی زبان" کا تبصرہ

عزت مآب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب وزیر خارجہ پاکستان نے ۲۷ فروری ۱۹۵۴ء کو تعلیم الاسلام کالج لاہور کے جلسہ اسناد میں ایک خطبہ پڑھا تھا یہ خطبہ اپنی ندرت اور افادیت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ جناب چوہدری صاحب موصوف نے اس میں بتایا ہے کہ جو طالب علم اسلامی روح رکھتے ہوئے تحصیل علم میں کوشاں ہوگا خواہ وہ علم کے کسی شعبہ یا کسی شاخ کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کی نظر وسیع بھی ہوگی اور لطیف بھی اور وہ ہر قدم پر اپنے محبوب حقیقی کی قدرت نمائی کا مشاہدہ کریگا۔ معزز معاصر "قومی زبان" کراچی نے اپنی ۱۶ مارچ کی اشاعت میں اس خطبہ پر تبصرہ کیا تھا جو آج ناظرین کے افادہ کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے

"یونیورسٹیوں میں تقسیم اسناد کے جلسے ہر سال ہوتے ہیں۔ یہ رسم زمانہ دراز سے چلی آ رہی ہے۔ ان جلسوں میں خطبے کے لئے اول اول ایسے اصحاب کو مدعو کیا جاتا تھا۔ جو ذی علم اور اہل کمال ہوتے تھے۔ بعد ازاں ایسے لوگوں کا بھی انتخاب ہونے لگا۔ جو کسی وجہ سے نامور یا ذی جاہ یا ملک کے کسی منصب پر فائز ہوتے۔ ان خطبوں میں ملک کی تعلیمی حالت یا کبھی کبھی علم وفضل اور تحقیق کا ذکر ہوتا۔ اور آخر میں طالب علموں کو مشورے اور پند ونصائح ہوتے۔ یہ حال گذشتہ تیس سال پہلے کا تھا۔ بعد میں جب ملک میں سیاست اور آزادی کی ہوا چلی۔ تو یونیورسٹیوں اور کالجوں نے سیاسی لوگوں کو مدعو کرنا شروع کیا۔ کیونکہ اساتذہ اور ان سے زیادہ طلباء نے طلب علم اور شوق تحقیق کم کرکے عنان توجہ سیاست کی طرف موڑ دی تھی۔ چنانچہ تقسیم اسناد کے جلسوں کے خطبوں میں سیاست زیادہ اور علم اور آدم گری کی ترغیب کم ہونے لگی۔ پاکستان جب وجود میں آیا۔ تو یہاں کی یونیورسٹیوں کے خطبے بھی اسی شان اور اسی رنگ کے ہوتے تھے۔ اور ہوتے ہیں۔ جیسے پہلے ہوا کرتے تھے۔ ان خطیبوں میں سے کسی کو کبھی یہ خیال نہ گزرا۔ کہ ہم وہاں نہیں ہیں جہاں پہلے تھے۔ اب ہم پاکستان میں ہیں۔ اور پاکستان کے حصول کے لئے جو بے نظیر قربانیاں کیں۔ وہ کس مقصد کے لئے تھیں۔ پاکستان ملتے ہی یہ سب کچھ بھول گئے۔ ہماری تعلیم۔ ہماری معاشرت۔ ہماری سیاست میں کوئی ترقی اور اصلاح نہیں ہوئی۔ تنزل ہوا ہو تو ہوا ہو۔ ہمارے اکابر۔ سیاستدان اور لیڈر یہاں تک کہ ہمارے علماء بھی سیدھے رستے سے بھٹک گئے ہیں۔ ہماری تمام صلاحیتیں اب ذاتی اقتدار کے حصول میں مصروف ہیں۔

"چودھری محمد ظفر اللہ خاں کا خطبہ پاکستان میں پہلا خطبہ ہے۔ جس کی نسبت ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ خاص طور پر پاکستان کی یونیورسٹیوں اور کالجوں اور پاکستانی طلباء کے غور و فکر کے لئے ہے اس کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ لکھنے والا سچا مومن ہے۔ اس کے دل میں اسلام کا درد ہے۔ اور قرآن کی تعلیم پر کامل ایمان اور اس پر پورا عبور ہے۔ اس کے ہر لفظ اور فقرے میں اسلامی روح نظر آتی ہے۔ ابتدا میں انہوں نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ کہ "یہ صدی تاریخ انسانی میں ایک نئے اہم اور انقلابی دور کی علمبردار تسلیم کی جائے گی۔ اس صدی کے دوران میں انسانی زندگی کے ہر شعبے پر ایک انقلاب وارد ہو چکا ہے۔ جس نے انسانی طبائع میں ایک ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ اور ہر طرف بے اطمینانی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ پرانے معیار ناکافی اور غیر تسلی بخش قرار دیئے جا رہے ہیں۔ اور نئے معیاران کی جگہ پیش نہیں کئے جا سکے۔ جو عالمگیر مقبولیت حاصل کر چکے ہوں۔ یا جن کی کامیابی عملی دائرے میں اتنی واضح اور روشن ہو چکی ہو۔ کہ انہیں قبول کئے بغیر حیات انسانی کی تکمیل اور انسانی زندگی کے مقصد کا حصول ناممکن نظر آئے۔"

"اس صورت حال پر جناب چودھری صاحب نے ذرا اور وسیع نظر ڈالی ہے۔ اور ترقی یافتہ ممالک میں حیات کے جو نظریے اور منصوبے زیر بحث ہیں۔ ان کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد اسلام کا نظریۂ حیات پیش کیا ہے۔ اور اپنے ہر قول کی تائید میں قرآن پاک کی آیات پیش کی ہیں۔ اسی بحث کے دوران میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"علم الادیان کے مطالعہ کی طرف جتنی توجہ بڑھتی جا رہی ہے۔ غیر اسلامی حلقوں میں اسلامی تعلیم کے تفوق اور کمال کا اقرار بھی کہیں دبی زبان سے اور کہیں علی الاعلان ہونا شروع ہو گیا ہے۔ یہ کیفیت واضح طور پر دوسری عالمی جنگ کے بعد نمایاں ہونی شروع ہوئی ہے لیکن اس حقیقت کے کھلے طور پر تسلیم کئے جانے اور وسیع پیمانے پر زیر عمل لائے جانے کے راستے میں ایک بڑی روک ابھی تک موجود ہے۔ جس کے دور کئے بغیر یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ کہ مختلف اقوام سرعت وستعدی سے اس راستے پر گامزن ہوں۔ وہ روک یہ ہے۔ کہ علمی طبقہ گو ذہنی طور پر اسلامی تعلیم کی برتری کا قائل ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن اس تعلیم کی ترویج کی تائید پر آمادہ ہونے سے قبل اس کا عملی نمونہ مشاہدہ کرنے کا خواہشمند ہے۔ ہمیں نہایت حسرت واندوہ کے ساتھ یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ انفرادی مثالوں کو چھوڑ کر قومی یا جماعتی پیمانے پر بھی ہم یہ نمونہ ابھی دنیا کے سامنے پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ علمی طور پر کسی جامع تعلیم کے اصولوں اور اس کی تفاصیل کو سمجھ کر ان کے کمال اور برتری کو تسلیم کر لینا دنیا کی موجودہ مشکلات کے حل کرنے کے لئے کافی نہیں۔ .... یہی حال آج اسلامی تعلیم کا ہے۔ اول تو خود عامۃ المسلمین اس سے کما حقہٗ آگاہ نہیں ہیں۔ پھر اسے دوسروں کے سامنے مناسب طور پر پیش کرنے کا خاطر خواہ انتظام نہیں۔ باوجود اس کے جس قدر بھی غیر مسلم علمی طبقے کچھ اپنی محنت اور کوشش سے اور کچھ مسلمانوں کی انفرادی اور جماعتی سعی کے اثر سے اس تعلیم سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ وہ اس امر کا اعتراف کرنے لگے ہیں۔ کہ یہ تعلیم جامع اور موزوں ہے۔ انسانی مشکلات اور الجھنوں کا حل بوجہ احسن مہیا کرتی ہے۔ اور حیات انسانی کے مقصد اور اس کے حصول کے طریقوں کی بے نظیر رہنما ہے۔ لیکن انہیں اس تعلیم کا عملی نمونہ دیکھنے کی خواہش اور تڑپ ہے۔ تا کہ وہ یہ فیصلہ کر سکیں۔ کہ آیا موجودہ دور میں یہ تعلیم قابل عمل بھی ہے یا نہیں۔ اور اپنے دعوے کے مطابق حقیقی خوشحالی اطمینان اور راحت کا موجب بن سکتی ہے یا نہیں۔"

"اس کے بعد چودھری صاحب نے کسی قدر تفصیل سے بتایا ہے۔ کہ اسلامی تعلیم سے کیا مراد ہے۔ اور قرآن کی آیات سے اس کی تشریح کی ہے۔ یہ خطبہ اس قدر مسلسل اور مربوط ہے۔ کہ اس میں سے ادھر ادھر کے اقتباسات دینا اس کے حق میں ناانصافی ہوگی۔ اسے شروع سے آخر تک بیک وقت پڑھنا چاہیئے۔ یہ خطبہ اس قابل ہے۔ کہ کثیر تعداد میں چھپوا کر پاکستان کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تقسیم کیا جائے۔ تاکہ طالب علم اور استاد دونوں اسے غور سے پڑھیں۔ اور اس پر عمل پیرا ہوں۔"

(پندرہ روزہ قومی زبان کراچی مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۵۴ء)

مرزا مظفر احمد سلمہ اللہ کا عزم انگلستان اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست

(از سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ)

عزیز مرزا مظفر احمد سلمہٗ کو حکومت کی طرف سے دو ماہ کے لئے خاص ٹریننگ کی غرض سے عنقریب انگلستان اور امریکہ بھجوایا جا رہا ہے۔ ان کے ساتھ عزیزہ امۃ القیوم بیگم سلمہا بھی جائیں گی عزیز مظفر احمد سلمہٗ نے دو ماہ کی ڈیوٹی کے علاوہ ایک ماہ کی زائد رخصت علاج وغیرہ کی غرض سے بھی لی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی بخیریت اور بامراد واپسی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے علاج بھی کامیاب رہے۔ اور ٹریننگ میں بھی سرخروئی حاصل ہو۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ والسلام

(ام مظفر احمد)

مجلس دستور ساز میں قائد اعظمؒ کی ایک یادگار تقریر

> اگر آپ ماضی پر عمل کرتے ہوئے باہم ایک ہوکر اس جذبے کے تحت کام کریں کہ آپ میں سے ہر ایک ایسی ریاست کا شہری ہے۔ جسے دوسروں کیساتھ یکسر مساوی حقوق حاصل ہیں۔ تو پھر آپ کی ترقی کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ اس طرح اقلیت اور اکثریت کے مختلف زاویہ نگاہ ختم ہوجائیں گے۔ اور بالآخر ایسی صورت پیدا ہوجائیگی کہ ہندو ہندو نہ رہیں گے اور مسلمان مسلمان نہ رہیں گے۔ لیکن مذہبی نقطۂ نظر سے نہیں۔ کیونکہ وہ ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔ بلکہ سیاسی نقطۂ نگاہ اور مملکت کے شہریوں کی حیثیت سے۔

تقسیم برصغیر سے قبل قائد اعظم نے دنیا کے سامنے پاکستان کا جو سب سے پہلا خاکہ دکھایا وہ رائٹر کے نامہ نگار مسٹر ڈون کیمبل کے ساتھ انٹرویو کے ذریعہ منظر عام پر آیا۔ اس پریس ملاقات کے وقت قائد اعظم نے فرمایا کہ نئی ریاست ایک جدید جمہوری ریاست ہوگی جس میں اصل اقتدار عوام کو حاصل ہوگا۔ جنہیں بلا لحاظ مذہب وملت اور ذات و عقیدہ یکساں شہری حقوق حاصل ہوں گے۔

جب باقاعدہ طور پر پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ قائد اعظم نے ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی مجلس دستور ساز میں وہ یادگار تقریر ارشاد فرمائی۔ جس میں اس اصول کی وضاحت کی گئی تھی۔ جس پر نئی مملکت کی تاسیس عمل میں آئی تھی۔ آپ نے فرمایا:

"تقسیم کے وقت یہ امر ناممکن تھا۔ کہ دونوں مملکتوں میں اقلیتوں کا وجود نہ ہو بہرحال ان کا موجود ہونا ناگزیر تھا۔ ویسے اس کا کوئی اور حل بھی نہیں ہے۔ اندریں حالات اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ سو اب اگر ہم اس مملکت عظیم یعنی پاکستان کو خوش بخت و خوش حال بنانا چاہتے ہیں۔ تو ہم کو اپنی تمام تر توجہ اہل ملک اور اہل ملک میں سے بھی بالخصوص عوام اور مفلوک الحال طبقہ کی حالت کو بہتر بنانے پر صرف کرنا ہوگی۔ اگر آپ تمام پچھلی تلخیوں کو بھلا کر اور ماضی کو فراموش کرکے باہمی تعاون سے کام کرینگے تو آپ کی کامیابی یقینی ہے۔ اگر آپ ماضی پر عمل کرتے ہوئے باہم ایک ہوکر اس جذبے کے تحت کام کریں کہ آپ میں سے ہر ایک (اس بات کی پروا کیئے بغیر کہ وہ کس فرقے سے تعلق رکھتا ہے یا یہ کہ ماضی میں اس کے دوسروں کے ساتھ تعلقات کیسے تھے یا یہ کہ اس کی اپنی ذات رنگ اور نسل کیا ہے) یہ امر اچھی طرح ذہن نشین کرے کہ وہ اول و آخر ایک ایسی ریاست کا شہری ہے۔ جہاں اسے دوسروں کے ساتھ مساوی حقوق و مراعات اور فرائض حاصل ہیں

تو پھر آپ کی ترقی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ میں اس بات پر جتنا بھی زور دوں کم ہے۔ ہم کو اسی جذبے کے تحت کام شروع کردینا چاہیئے۔ اس طرح اقلیت اور اکثریت کے مختلف زاویہ ہائے نگاہ ختم ہوجائیں گے۔ یہ امتیازات صرف ہندو اور مسلمانوں تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ خود مسلمانوں میں بھی پٹھان پنجابی شیعہ سنی وغیرہ کی تفریق پائی جاتی ہے۔ اسی طرح ہندوؤں میں برہمن، شودر، بنگالی اور مدراسی وغیرہ علیحدہ علیحدہ ذاتیں ہیں۔ اگر آپ مجھ سے پوچھیں تو ہندوستان کے لئے آزادی حاصل کرنے کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی چیز تھی اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم کبھی کے آزاد ہوچکے ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی قوم دوسری قوم پر قابض نہیں رہ سکتی۔ اور بالخصوص چالیس کروڑ افراد کو محکوم رکھا ہی نہیں جا سکتا۔ اگر یہ حالت نہ ہوتی تو کوئی تم پر فتح ہی حاصل نہ کرسکتا اور اگر کربھی لیتا تو تم پر اپنے اقتدار کا سکہ زیادہ دیر تک نہ بٹھا سکتا۔ پس ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اب آپ لوگ پوری طرح آزاد ہیں۔ آپ آزادی سے اپنے مندروں میں جاسکتے ہیں۔ اسی طرح آپ کو اپنی مسجدوں یا عبادت کی دوسری جگہوں میں جانے اور وہاں عبادت کرنے کی پوری آزادی ہے۔ آپ کسی مذہب، ذات یا نسل سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں۔ اس کا مملکت کے امور سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک عرصہ قبل انگلستان میں حالات اس سے بھی کہیں زیادہ بدتر تھے جتنے کہ اس وقت ہم ہندوستان میں دیکھ رہے ہیں رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عقائد کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے تھے اب تک وہاں بعض ریاستیں ایسی ہیں جہاں اس قسم کے امتیازات اب بھی روا رکھے جاتے ہیں۔ اور مخصوص طبقوں کے خلاف پابندیاں

عائد کی جاتی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اپنی مملکت کا آغاز اس ناخوشگوار دور میں نہیں کر رہے ہم آج جس زمانہ میں ایک نئی مملکت کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ اس میں کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھا جاتا۔ یہاں فرقے فرقے کے درمیان نیز ذات پات اور نسلوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے۔ ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ اپنے کام کا آغاز کر رہے ہیں کہ ہم ایک ہی ریاست

کے باشندے ہیں۔ اور شہری بھی برابر اور مساویانہ حیثیت کے۔ اپنے وقت میں انگلستان کے باشندوں کو بھی اسی قسم کی صورت حال سے پیدا ہونے والے حقائق کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ان کی حکومت نے ان پر جو فرائض اور ذمہ داریاں عائد کیں۔ انہیں ان لوگوں نے خوش اسلوبی سے نبھایا اور قدم بہ قدم چلتے ہوئے وہ اس آزمائش میں پورے اترے۔ اب آپ پوری دیانتداری سے کہہ سکتے ہیں کہ اب وہاں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک لوگ موجود نہیں ہیں البتہ جس چیز کا ہمیں وہاں وجود ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص برطانیہ کا ایک شہری ہے اور شہری بھی مساویانہ درجے کا۔ اور وہ سب ایک ہی قوم کے افراد ہیں۔

اب میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو ہمیں مطمح نظر کے طور پر اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ آپ دیکھینگے کہ رفتہ رفتہ ایسی صورت پیدا ہو جائے گی۔ کہ ہندو ہندو نہ رہیں گے۔ اور مسلمان مسلمان نہ رہیں گے۔ لیکن مذہبی نقطۂ نظر سے نہیں کیونکہ وہ تو ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔ بلکہ سیاسی نقطۂ نگاہ اور مملکت کے شہریوں کی حیثیت سے۔"

قائد اعظم کے نزدیک اہلِ پاکستان کی کامیابی کا راز

مسلمانو! اپنے درمیان اتحاد اور یکجہتی قائم رکھو

آپس میں لڑوگے تو تمہاری کوئی بھی مدد نہ کریگا اور تم ذلیل ہو جاؤگے

★

★ ہمیں ایسے راسخ العقیدہ اہلِ ہمت اور اصحابِ عزم کی ضرورت ہے جو اپنے معتقدات کی حفاظت کے لئے تمام دنیا کے مقابلے میں تنِ تنہا ڈٹ جانے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں۔ ہمیں طاقت اور عزم پیدا کرنا چاہیئے۔ اور یہ طاقت وعزم عام مسلمانوں کے باہمی انضباط اتحاد اور وحدت کے بغیر حاصل نہ ہو سکے گا۔ (خطبہ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس لکھنؤ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

★★

★ مسلمانو! اپنے اندر کامل اتحاد اور یکجہتی قائم رکھو۔ آپس میں لڑوگے۔ تو تمہاری کوئی بھی مدد نہ کرے گا۔ اور تم ذلیل ہوجاؤگے۔ اس لئے اتحاد و اتفاق قائم رکھو۔
(خطبہ آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بمقام ناگپور دسمبر ۱۹۴۲ء)

★★★

★ ہم ایک نہایت پُرآشوب دور سے گذر رہے ہیں۔ خوش آئند مستقبل کا آفتاب ابھی طلوع نہیں ہوا ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ اتحاد ایقان اور تنظیم کے اصول پر کاربند رہ کر ہم نہ صرف دنیا کی پانچویں بڑی مملکت بنے رہیں گے۔ بلکہ ہر قوم کی برابری کرسکیں گے۔ کیا آپ آزمائش کی اس آگ میں سے گذرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ عوام کی خدمت۔ دیانت اور تندہی کے ساتھ کرنے کا مصمم ارادہ کریں ہم خوف وخطر اور پریشانی کے دور میں سے گذر رہے ہیں۔ اتحاد۔ تنظیم۔ اور ایقان کا ہونا ہمارے لئے ازحد ضروری ہے۔

(ریلوے افسران سے خطاب بمقام کراچی ۲۷ر دسمبر ۱۹۴۷ء)

پاکستان میں تعلیمی ترقی

- تعلیمی ترقی کا قومی منصوبہ
- ثقافتی سرگرمیاں
- غیر ملکی تربیتی سکیم
- آثار قدیمہ کا تحفظ

۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان میں خواندہ لوگوں کی تعداد ۱۳۰۱۳ ۹۵ ۱۳ یعنی کل آبادی کا ۱۸.۶۹ فی صدی حصہ ہے۔ آج کل پاکستان میں تعلیمی اداروں کی مجموعی تعداد یہ ہے۔ پرائمری اسکول ۴۲۹۷۳۔ سکنڈری اسکول ۶۷۹۷ کالج ۱۵۹ (انٹرمیڈیٹ ۳۰۔ ڈگری ۱۰۹ اور پوسٹ گریجوایٹ ۲۰) یونیورسٹیاں ۶ ٹریننگ ادارے ۱۳۶۔ ٹیکنیکل اور انڈسٹریل انسٹی ٹیوٹ ۱۵۳۔ کمرشل انسٹی ٹیوٹ ۱۶ اور معذور افراد کے ادارے ۹۔ ناخواندگی دور کرنے کے لئے مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے تعلیمی ترقی اور مقررہ مدت میں مفت و جبریہ ابتدائی تعلیم جاری کرنے کے لئے متعدد منصوبوں پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ مرکزی حکومت نے ۶ سالہ تعلیمی ترقی کا قومی منصوبہ بھی مرتب کیا ہے۔ جس پر تقریباً ۱۱۵۰۰۰۰۰۰ روپیہ صرف ہوں گے۔ اس کے تحت ۱۰ نئے کالج ۶۶ ٹریننگ ادارے۔ ۳۱ ٹیکنیکل ادارے۔ ۱۳ کمرشل ادارے۔ ۱۲۱ سیکنڈری اسکول اور ۲۴۰۷۰ پرائمری اسکول قائم کئے جائیں گے۔

لڑکیوں کی تعلیم پر جس کا تقسیم ملک سے قبل بہت کم انتظام تھا حکومت نے خاص توجہ دی ہے۔ چنانچہ اب صرف لڑکیوں کے لئے ۲۶ کالج ۱۵۸۰ اسکول اور ۴۶ ٹریننگ ٹیکنیکل اور انڈسٹریل ادارے قائم ہیں۔ دراصل لڑکیوں کی تعلیم کا اعلیٰ انتظام کرنے میں خاص دشواری یہ ہے۔ کہ اعلیٰ سند یافتہ معلمات اور لیکچرار خواتین کافی تعداد میں نہیں ہیں تاہم ۶ سالہ قومی منصوبہ میں لڑکیوں کے لئے ۱۴ نئے کالج اور ٹریننگ ادارے اور ۶۱۵۴ اسکولوں کے قیام کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

کراچی یونیورسٹی

کراچی یونیورسٹی جو ۱۹۵۱ء میں قائم ہوئی۔ اب تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کے منازل طے کر رہی ہے۔ سائنس کا ضروری ساز و سامان حاصل ہو گیا اور آرٹس کی طرح سائنس میں بھی پوسٹ گریجویٹ کلاسیں شروع کر دی گئی ہیں۔ حکومت نے ۵۴-۱۹۵۳ء میں یونیورسٹی کے لئے ......۱ روپیہ کی رقم منظور کی ۵۴-۱۹۵۳ء میں یونیورسٹی کی نئی عمارتوں کی تعمیر کے لئے ......۲۰ روپیہ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ دو ہوسٹلوں کی تعمیر کے لئے (ایک لڑکوں کے لئے اور ایک لڑکیوں کے لئے) معاشرتی ترقی کے فنڈ میں ۹۰۰۰۰۰ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ یونیورسٹی کا پہلا کانووکیشن ۱۱ مئی ۱۹۵۴ء کو منعقد ہوا تھا۔

حکومت نے کراچی میں لڑکوں کا ایک کالج قائم کرنے کی اسکیم منظور کی ہے۔ اس میں ۱۰۰۰ لڑکوں کیلئے انتظام ہو گا۔ یہ کالج لڑکیوں کے موجودہ کالج کے طرز پر قائم کیا جائیگا۔ اس کالج کی عمارت کے لئے معاشرتی ترقی کے فنڈ سے ۱۲۰۰۰۰۰ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ مزید برآں حکومت نے مختلف اداروں کو ۱۱۹۵۳۰ روپے کی رقوم دی ہیں۔ کراچی میں ٹیکنیکل اسکول بہت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ صوبائی و ریاستی حکومتیں بھی اپنے علاقوں میں ایسے [illegible] سکول قائم کر رہی ہیں کراچی میں ایک کثیر الفنون ادارہ قائم کیا جا رہا ہے۔ اس کی عمارت کی تعمیر شروع کر دی گئی ہے۔ امید ہے کہ ۱۹۵۵ء کے اختتام تک ورکشاپ لیبارٹری پاور ہاؤس وغیرہ تیار ہو جائے گا۔

پاکستان کے تعلیمی مشاورتی بورڈ کی سفارش پر جسمانی تربیت کی ایک کونسل قائم کی گئی تھی جس نے اپنے پہلے اجلاس منعقدہ ۷ جون ۱۹۵۳ء میں ایک مستقل اسپورٹس کنٹرول بورڈ کے قیام طلباء کے لئے کھیل کے میدانوں اور دوپہر کے کھانے کے انتظام اور فزیکل انسٹرکٹروں کی معقول تربیت کی سفارش کی۔ کونسل نے پاکستان میں جسمانی تربیت کی از سر نو تنظیم کے سوال پر غور کرنے کے لئے ایک ذیلی کمیٹی بھی مقرر کی ہے۔

ثقافتی ادبی لسانی اور اسپورٹس اداروں کو ۳۸۴۰۰۰ روپے کے عطیات دیئے گئے۔ اس میں انجمن ترقی اردو کے لئے اس کی طلائی جوبلی کے موقع پر ......۵ روپیہ کا عطیہ بھی شامل ہے۔

حکومت نے تعلیمی ترقی کے لئے متعدد ماہرین کی خدمات حاصل کیں۔ اور اس غرض سے کئی معاہدے کئے۔ حکومت پاکستان کی سفارش پر ڈاکٹر محمود حسین جو کراچی یونیورسٹی میں صدر شعبہ تاریخ ہیں۔ بنی نوع انسان کی سائنٹیفک اور کلچرل تاریخ کے بین الاقوامی کمشن کے ملحق رکن منتخب ہوئے۔

حکومت نے مئی ۱۹۵۳ء سے اپریل ۱۹۵۴ء تک کی مدت میں مندرجہ ذیل علاقوں کی تعلیمی معاشرتی ترقی کی اسکیمیں منظور کیں۔

کراچی ۴۳ ہزار روپے۔ بلوچستان ریاستی یونین ۴ لاکھ ۹۳ ہزار روپے
خیرپور ۲ لاکھ ۵۰ ہزار روپے۔

چونکہ پاکستان میں تعلیم صوبوں کی ذمہ داری ہے اس لئے مرکزی حکومت نے صوبوں کو ان کی منظور شدہ تعلیمی اسکیموں کے لئے مندرجہ ذیل رقوم دی ہیں۔

بلوچستان ۹۳۰۰۰ روپے بہاولپور ۱۷۵۰۰۰ روپے
صوبہ سرحد ۱۷۵۰۰۰ " سرحدی علاقے ۴۰۰۰۰ "
پنجاب ۴۳۰۰۰۰ " مشرقی بنگال ۶۸۰۰۰۰ "
کراچی ۵۳۷۰۰۰ " ریاست سوات ۱۰۰۰۰۰ "
ریاست امب ۲۶۰۰۰/- روپے

ثقافتی سرگرمیاں

حکومت ایران کی دعوت پر پاکستان کا ایک ثقافتی مشن جو ۱۴ ماہرین تعلیم اساتذہ پروفیسروں اور مصنفوں پر مشتمل تھا جون جولائی ۱۹۵۳ء میں ایران گیا۔ اور وہاں ۱۵ روز گزارے۔

۲۴ نومبر ۱۹۵۳ء کو کراچی میں مصر اور پاکستان کے درمیان ایک ثقافتی معاہدہ پر دستخط ہوئے۔ زیر تبصرہ سال کے دوران میں عراقی طلباء کو پاکستان میں زراعت اور علم بیطاری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظائف دیئے گئے۔

اقبال اکیڈمی ایکٹ کے تحت ۱۹۵۱ء میں اقبال اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا۔ ۵ ارکان کے انتخاب سے اکیڈمی کی کونسل قائم کی گئی۔ اکیڈمی اقبال کی تصنیفات کا ایک مصور ایڈیشن شائع کرنے پر غور کر رہی ہے۔ اس سال کے لئے اکیڈمی کو ۵ ہزار روپے کا عطیہ دیا گیا ہے۔

بہت سے ملکوں کی حکومتوں اور نجی اداروں کی طرف سے پاکستانی طلباء کو وظیفے اور تربیتی سہولتیں دی گئی ہیں۔ اس سال کے دوران میں ایسی ۲۶ پیشکشیں موصول ہوئیں۔

غیر ملکی تربیتی اسکیم

حکومت پاکستان نے ایک غیر ملکی تربیتی اسکیم کی منظوری دی ہے۔ جس کے تحت ۲۰۰ وظیفے دیئے جائیں گے۔ پست اقوام کے طلباء کو بھی وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ سال گذشتہ کے دوران میں کل ۶۵ ہزار روپیہ کے وظیفوں کے لئے پست اقوام کے ۱۵۶ امیدواروں کو چنا گیا ہے۔ مشرقی بنگال کے ایک بدھ امیدوار کو پالی زبان کے اعلیٰ مطالعہ کے لئے ایک خصوصی وظیفہ دیا گیا ہے۔

لائبریریاں

زیر تبصرہ مدت کے دوران میں کل ۳۰۰۰ کتابیں حاصل کی گئیں۔ نیشنل لائبریری کو لیاقت میموریل لائبریری میں ضم کر دیا گیا۔ فی الحال یہ مسلم لیگ ہاؤس بلڈنگ کراچی میں ہے۔ جو نئی کتابیں حاصل ہوئی ہیں۔ ان میں ۳۸۰ کتابوں کا وہ بیش قیمت تحفہ بھی شامل ہے۔ جو امریکی سفارتخانہ کی طرف سے دیا گیا ہے۔

آثار قدیمہ کا تحفظ

پاکستان کے مستقبل کو پوری طرح سمجھنے کے لئے اس کے شاندار ماضی سے واقفیت لازمی ہے۔ پاکستانی آرٹ اور فن تعمیر وغیرہ کے شاندار نمونے ساری دنیا میں مشہور ہیں۔ اور حکومت ان کو محفوظ رکھنے کے ضروری اقدامات کر رہی ہے۔ موہن جودارو ہڑپہ ٹیکسلا جہانگیر اور نورجہان کے مقبروں لاہور کے پرانے قلعہ اور شالیمار باغ کی مخصوص طور پر مرمت کی گئی ہے۔ ۵۴-۱۹۵۳ء میں کھوندکر کی مسجد کی بھی مرمت کی گئی۔

موہن جودارو میں ایک ریسٹ ہاؤس اور عجائب گھر کی عمارت کی تعمیر کے لئے ۲۵۰۰۰ روپے کی رقم کی منظوری دی گئی ہے۔ شاہجہان مسجد ٹھٹھہ (سندھ) کی مرمت کا کام بہت جلد شروع ہونے والا ہے۔

علاوہ ازیں اس ترازو کو حاصل کرنے کے لئے بھی کوشش کی گئی۔ جس میں ہز رائل ہائی نس آغا خان ۱۹۵۴ء کے اوائل میں اپنی پلاٹینم جوبلی منعقدہ کراچی میں تلے تھے۔ تاکہ اسے پاکستان کے قومی عجائب گھر میں رکھا جائے۔

صوبہ سرحد میں تحصیل نوشہرہ کے گاؤں [illegible] میں بہت سی یادگاریں بھی دریافت ہوئیں۔ ایک اہم دریافت ریاست خیرپور [illegible] کے قریب کی گئی۔ جو موہن جودارو اور ہڑپہ کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔

قائد اعظم کی جائے پیدائش

کراچی میں قائد اعظم کی جائے پیدائش کو حاصل کر کے اسے محفوظ یادگار قرار دے دیا گیا۔ اس کا افتتاح گورنر جنرل پاکستان نے ۱۴ اگست ۱۹۵۳ء کو کیا تھا۔

سندھ مدرسہ سے وہ رجسٹر بھی حاصل کیا گیا۔ جس میں قائد اعظم کے گجراتی میں دستخط ہیں۔

عجائب گھر

گذشتہ سال کے عرصہ میں ۲۲ عجائب گھر قائم کئے گئے یا ان کی از سر نو تنظیم کی گئی۔ پاکستان کا قومی عجائب گھر ۱۹۵۰ء میں کراچی میں قائم کیا گیا ہے۔ اس عجائب گھر میں رکھنے کے لئے تاریخی اہمیت والی قدیم اشیاء سارے پاکستان سے جمع کی جا رہی ہیں۔

اعلان تعطیل

۱۴ اگست یوم استقلال کی تقریب پر دفتر الفضل میں تعطیل رہے گی۔ اس لئے ۱۵ اگست کا پرچہ شائع نہیں ہو گا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں۔

(منیجر)

پنجاب میں آزادی کے پہلے سات سال

صوبے کی صنعتی زرعی اور تعلیمی ترقی کا جائزہ

★ دریائے جہلم اور سندھ کے درمیان جو وسیع صحرا ہے اسے ترقی دے کر اب تک وہاں ۲۰ نئے دیہاتوں اور جدید طرز کے پانچ نئے شہروں میں قریباً ۳۲ ہزار مہاجر خاندانوں کو آباد کیا جا چکا ہے۔ ترقیاتی منصوبوں کو وسیع پیمانے پر بروئے کار لانے کے بعد یہ خطہ پہلے جو ایک لق و دق اور بنجر ریگ زار کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اب صنعتی و زراعتی سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا ہے اور زندگی سے اس طرح معمور نظر آ رہا ہے جیسے بے جان مٹی میں جان پڑ گئی ہو۔

۱۹۵۳ء کا سال پنجاب کے سب سے زیادہ گنجان آباد اور زرعی طور پر خوشحال اضلاع میں پانی کی شدید قلت کی وعید بن کر ختم ہوا۔ چنانچہ ہندوستان نے دریائے ستلج کے پانی کا بیشتر حصہ اپنے مصرف میں لانا شروع کر دیا ہے اس کے نتیجے میں ان علاقوں کیلئے پانی کے متبادل اور خاطر خواہ وسائل پیدا کرنے کے مسئلے کو زبردست اہمیت حاصل ہو گئی ہے اور اس سلسلے میں حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا ایک نیا عزم پیدا ہو چکا ہے۔

پچھلے ایک سال کے دوران میں حکومت نے صوبائی نظم و نسق میں ایک نئی روح پھونکنے کی بھی سعی کی ہے۔ انصاف کے راستے سے رکاوٹیں دور کی گئی ہیں بعض جگہ میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں پندرہ سال کے بعد انتخابات کرائے گئے اور لوگوں کے شہری حقوق کو مستحکم کرنے کیلئے کئی ایک ضابطے وضع کئے گئے۔

فسادات کے بعد پنجاب میں ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم ہوئی۔ جس نے حکومت کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ کی اخبارات میں وسیع پیمانے پر اشاعت ہو چکی ہے۔ یہ رپورٹ عوام اور حکومت دونوں کے لئے ایک مستقل اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اس میں وضاحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ احمدیوں کے خلاف فسادات کے کون لوگ ذمہ دار تھے۔ ان فسادات کی تہ میں کونسے اغراض کارفرما تھے اور ان کے اسباب کیا تھے۔

اس سال جنوری میں عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے کا جرأت مندانہ قدم اٹھایا گیا یہ سکیم فی الحال تجرباتی حیثیت رکھتی ہے اور اس سے جو سبق حاصل ہوں گے انہیں عنقریب صوبے بھر میں تمام تر کامیابی کے ساتھ عمل میں لایا جائے گا۔

دیہاتی آبادی کیلئے انصاف ارزاں کرنے کیلئے ۳۰ وکیلوں کو بحیثیت مجسٹریٹ مقرر کیا گیا یعنی ہر تحصیل میں ایک مجسٹریٹ۔ مجلس قانون ساز میں ایک مسودہ قانون پیش کیا گیا تھا۔ جو ان عدالتوں سے پولیس کو خارج کرنے سے متعلق تھا جو لوگوں کو غنڈہ قرار دیتی ہیں۔ پبلک سیفٹی ایکٹ میں ترمیم کی گئی۔ جس کی رو سے گرفتار شدگان کو ہائیکورٹ کے چیف جسٹس کی خدمت میں عرضداشت پیش کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ منشی اشیا کے استعمال کی روک تھام کے سلسلے میں چرس نوشی ایکٹ نافذ کیا گیا۔ جس کے تحت افیم کسی بھی صورت میں بیچنی ممنوع قرار دی گئی اور کھانے کے لئے جو افیم دی جاتی ہے اس کی مقدار میں بہت کافی تخفیف کی گئی۔

تفریحی محصول ایکٹ میں ترامیم کی گئیں تاکہ اس محصول کی ادائیگی سے گریز نہ ہو سکے۔ انتخابات کو آزادانہ اور منصفانہ طریقے سے کروانے کیلئے انتخابی قانون میں بنیادی اصلاحات کی گئیں۔ ووٹ دینے والے کیلئے دادا کا نام بتانا لازمی قرار دیا گیا۔ مقابلہ کرنے والوں کو نامزدگی کے کاغذات میں تکنیکی اغلاط کی تصحیح کرنے کے لئے ۲۴ گھنٹے کی مہلت دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اسی طرح انتخاب کے اخراجات کے کوائف پیش کرنے کے لئے ۹۰ یوم کی رعائتی معیاد کی اجازت دی گئی۔ انتخاب کی درخواستوں کی سماعت اب اضلاع کے جج صاحبان کیا کرینگے اور باضابطہ طور پر ہائی کورٹ میں پہلی سول اپیل کرنے کی اجازت ہو گی۔

حکومت کے دیگر اہم اقدامات میں پاسپورٹ جلد جاری کرنے کا طریقہ (اب کوئی پاسپورٹ جو ہر اعتبار سے مکمل ہوگا۔ تیار ہونے میں تیس دن سے زیادہ عرصہ نہیں لے گا) چپڑاسیوں کی تنخواہوں میں اضافہ کر کے انہیں مرکزی حکومت کی تنخواہوں کی شرح پر لانے اور ان سرکاری ملازموں کے کنبوں کی امداد کیلئے ایک لاکھ روپیہ مہیا کرنا شامل ہے جو پنشن کا حق حاصل کرنے سے پہلے وفات پا جاتے ہیں۔

سات سال

مندرجہ بالا اصلاحات، کوئی سال بھر کے عرصے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کے بعد اب محکمہ وار ان اہم کاموں کا ذکر کیا جاتا ہے جو تقسیم کے بعد سات برس میں کئے گئے۔ اس سلسلہ میں مناسب یہی ہے کہ تھل کو سب سے زیادہ قابل ستائش مقام دیا جائے کیونکہ یہ تھل ہی ہے جس نے اہل پنجاب کی تعمیری قوت کو سب سے زیادہ آشکار کیا ہے۔

ترقی تھل

اگست ۱۹۴۹ء سے جب محکمہ ترقی تھل جہلم اور سندھ کے درمیان وسیع صحرا کو ترقی دینے کیلئے قائم کیا گیا تھا۔ ۲۰ نئے دیہات اور جدید قسم کے پانچ نئے شہروں میں قریباً ۳۲۰۰۰ مہاجر کنبے آباد کئے جا چکے ہیں ترقی یافتہ خطہ جو پہلے ایک بنجر ریگ زار ہوتا تھا۔ اب صنعتی و زراعتی سرگرمیوں کی بھرپور زندگی کا مرکز ہے۔

تھل کا منصوبہ جن دو زبردست سکیموں پر مشتمل ہے ان میں سے ایک یعنی اس صحرا کو دریائے سندھ سے سیراب کرنا اب تکمیل کی حد کو پہنچ چکا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ سکیم اپنے مقررہ وقت سے پہلے پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی آبادکاری کی سکیم وقت لیتی ہے لیکن وہ بھی تسلی بخش رفتار سے زیر تعمیل ہے اس منصوبے کی کامیابی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس علاقے میں جو کبھی صحرا تھا۔ اب نہایت اعلیٰ درجے کی فصلیں پیدا ہو رہی ہیں۔

تھل کا نیا گاؤں ۱۰۰ ایکڑ پر پھیلا ہوتا ہے اور اس میں ۴۰ سے ۵۰ تک مکان ہوتے ہیں۔ اس کے چاروں طرف ہریالی اور ۵۰ ایکڑ کا جنگل ہوتا ہے مکان خوشنما نمونے پر اور منظم طریقے سے بنائے گئے ہیں۔ بیج کی ریسرچ اور کاشتکاری کی تربیت کے کوئی ۳۰ فارم کاشتکاروں کی مدد اور ہدایت کیلئے بنائے گئے ہیں۔ ۱ اعشاریہ ۵ لاکھ ایکڑ کا وسیع رقبہ پانچ کروڑ روپے کی لاگت سے جنگلات لگانے کیلئے استعمال ہوگا ان میں ایک لاکھ ایکڑ سے زیادہ کی قومی پارکیں۔ دیہاتی جنگلات اور نہروں کے ساتھ ساتھ حفاظتی پٹیاں شامل ہیں۔

پانچ نئی منڈیاں وجود میں آ چکی ہیں۔ اور ان سب میں صفائی کا جدید ترین انتظام ہے اور وہ سب وسیع سڑکوں سرسبز پارکوں سکولوں۔ ہسپتالوں اور دیگر جدید ضروریات زندگی کے ساز و سامان سے آراستہ ہیں۔

ان میں سے ہر ایک میں ایک بڑی صنعت قائم کرنے کی سکیم ہے۔ تاکہ آبادی کو روزگار مہیا کیا جا سکے۔ صنعت کے میدان میں نہایت قابل تحسین کام ہوا ہے دو کپڑے کے کارخانے چل پڑے ہیں۔ علاوہ ازیں چینی کے دو کارخانے ایک اونی کارخانہ۔ ایک سیمنٹ فیکٹری ایک دری فیکٹری اور دیگر چھوٹے کارخانے زیر تعمیر ہیں

اس سال ایک زراعتی مشینری آرگنائیزیشن عالمی بنک سے ۳۲ لاکھ ڈالر قرض لے کر قائم کی گئی ہے اور ۲۱۶ ٹریکٹر چار سفری ورکشاپیں اور لیبہ کیلئے ایک اساسی ورکشاپ کا سامان خریدا گیا ہے۔ ٹریکٹروں سے ۱۴۰۰۰ ایکڑ زمین بحال کی جائیگی ان سے ۲۰۰۰۰ ایکڑ میں پہلے ہی مدد لی جا چکی ہے اور ۵۵۰ نالے اور ۹۵ میل چھوٹی سڑکیں بنائی جا چکی ہیں

ڈیڑھ لاکھ ایکڑ کا رقبہ نل کنویں لگانے کی شرط پر لوگوں کو دیا جا رہا ہے اس سے زیادہ خوراک پیدا کرو۔ کی تحریک کو فروغ دینا مقصود ہے۔ ان نل کنووں کیلئے آسٹریلیا نے کولمبو پلان کے ماتحت ۶۷ لاکھ روپے کا نلوں کا سامان بہم پہنچایا ہے۔

کامن ویلتھ مویشی فارم انتہائی سرعت سے بنایا جا رہا ہے۔ اس فارم کے لئے آسٹریلیا، نیوزی لینڈ۔ اور کینیڈا نے ۵۵ لاکھ روپیہ سامان اور مشینری کی صورت میں دیا ہے۔

۵۵ پرائمری سکول ایک ہائی سکول اور تین مڈل سکول جاری کئے گئے ہیں پنجاب میں پہلا ٹیکنیکل ہائی سکول بھی اس سال جوہر آباد میں کھولا گیا ہے۔

آبپاشی

ہندوستان نے جارحانہ طور پر پانی کی جو تقسیم کر لی ہے۔ اس سے پنجاب کیلئے پانی کے متبادل ذرائع کو بروئے کار لانے کا مسئلہ زبردست اہمیت اختیار کر گیا ہے۔

مرالہ۔ راوی کا سلسلہ جو چناب کا پانی بلوکی۔ سلیمانکی کے سلسلے کے ذریعے وادی ستلج کی نہروں کو پہنچائے گا ۸ اعشاریہ ۵۲ کروڑ روپے کی لاگت سے زیر تعمیر ہے۔ بی۔ ایس سلسلہ اس سال اپریل میں مکمل کر دیا گیا ہے۔

تونسہ بیراج پراجیکٹ زیر تکمیل ہے اور اس پر جو دس کروڑ روپے لاگت آئیگی اس کا کچھ حصہ امریکہ کا الف۔ اے۔ او ادا کرے گا۔ اس پراجیکٹ کا مقصد ڈیرہ غازی خاں اور مظفر گڑھ میں دریائے سندھ سے ۱۲ لاکھ ایکڑ کا رقبہ سیراب کرنا ہے ایک پن بجلی کی سکیم بھی اس پراجیکٹ کا حصہ ہے۔ جس سے ایک لاکھ کلوواٹ بجلی حاصل ہو گی۔

امریکہ کی الف۔ اے۔ او پنجاب میں زیر زمین پانی کا جائزہ لینے کیلئے دس لاکھ ڈالر دے رہی ہے اس سے زیر زمین پانی کے متعلق معلومات حاصل ہونگی۔ جو نئی کنوئیں لگانے میں کام آئینگی۔ پنجاب میں ایک آرگنائزیشن قائم کر دی گئی ہے اور پنجاب کی حکومت نے اس سال بیس لاکھ روپیہ صرف کرنا منظور کر دیا ہے۔

چیچو کی ملیاں۔ شادیوال۔ گجرانوالہ اور منگلا میں نہری آبشاروں پر مبنی ایک پن بجلی کی سکیم کے سلسلے میں بھی کام شروع ہو چکا ہے اس سے ۸۱۰۰۰ کلوواٹ بجلی حاصل ہوگی۔ اور یہ سکیم دو برس میں مکمل ہو جائیگی۔

بجلی

گذشتہ سال کے دوران میں پنجاب میں بجلی کی مقدار دس ہزار کلوواٹ سے چالیس ہزار کلوواٹ تک جا پہنچی ہے پرائیویٹ کمپنیوں کی جانب سے برقی قوت میں جو توسیع ہوئی ہے وہ اس مقدار سے الگ ہے۔ رسول ہائیڈل پراجیکٹ کو اپریل ۱۹۵۲ء میں پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا تھا۔ اس پراجیکٹ کی بدولت ۲۲ ہزار کلوواٹ بجلی پیدا ہو رہی ہے۔ اور اس سے صوبے کے بیشتر حصہ کی صنعتی اور گھریلو ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ لاہور کے علاوہ نہ صرف گجرات۔ گوجرانوالہ۔ لائلپور۔ سرگودھا کو بھی اس پراجیکٹ سے بجلی مل رہی ہے۔ بلکہ بہت سے چھوٹے شہر بھی اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ بجلی کی توسیع کا موجودہ پروگرام بھی کافی امید افزا ہے۔

تعلیم

صوبے میں تعلیمی سہولتوں کی توسیعی سرگرمیوں کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ محکمہ تعلیم کا بجٹ ۴۹-۱۹۴۸ء میں دو کروڑ بیالیس لاکھ پندرہ ہزار تین سو روپیہ تھا۔ مگر ۵۶-۱۹۵۵ء کے بجٹ میں اس مد کے تحت چار کروڑ اڑتالیس لاکھ چورانوے ہزار چار سو روپیہ کا اضافہ ہوا ہے۔ پرائمری سکولوں کی تعداد پانچ ہزار آٹھ سو اٹھائیس سے تقریباً آٹھ ہزار تک پہنچ گئی ہے گذشتہ سات سال کے دوران میں صوبے میں تعلیمی معیار کو بلند کرنے اور سکولوں کے لئے زائد عمارات اور ساز و سامان بہم پہنچانے کیلئے موثر تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ سکولوں کے تعلیمی نصاب کو از سر نو تشکیل دیا گیا ہے تاکہ ترقی پسند اسلامی مملکت کے تقاضوں کی تکمیل ہو سکے۔ اُستادوں کی تربیت کیلئے زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ اور سائنس کی پڑھائی پر مناسب زور دیا گیا ہے۔

زیر نظر سال کے دوران مختلف سکولوں کو ایک لاکھ روپیہ کی رقوم اخراجات پورا کرنے کے لئے دی گئی ہیں۔ تاکہ مفت پرائمری تعلیم کی ترویج سے ان سکولوں کی فیسوں کی آمدنی کے خسارہ کو پورا کیا جا سکے۔

کالجوں کی تعلیم کے میدان میں گورنمنٹ زنانہ کالج ملتان میں الف۔ ایس۔ سی (میڈیکل) کی جماعتیں جاری کی گئی ہیں اور اگلے تعلیمی سال سے گجرات راولپنڈی اور سیالکوٹ کے کالجوں میں میڈیکل کلاسیں کھولنے کا انتظام کیا جا رہا ہے علاوہ ازیں گوجرانوالہ میں بھی عورتوں کیلئے ایک نیا گورنمنٹ کالج کھولا گیا ہے۔

یونیورسٹی کے تعلیمی نظام کی تطہیر کے لئے ایک یونیورسٹی بل نئے خطوط پر مرتب کیا گیا ہے اور توقع ہے کہ اسے عنقریب ایوان اسمبلی میں پیش کیا جائیگا اس اثنا میں ایک عبوری کمیٹی قائم کی گئی ہے جو ۱۹۵۵ء سے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات منعقد کیا کریگی۔

وظائف کی نئی سکیم کے تحت ہائی سکولوں اور کالجوں کے طلبا کو قابلیت کی بنا پر نو سو وظائف دئے گئے ہیں یہ سکیم غریب طبقہ کے ذہین لڑکے اور لڑکیوں کے لئے خاص طور پر مفید ثابت ہوئی ہے۔

۵۶-۱۹۵۵ء کے تعلیمی سال کے اوائل میں نئے اہم تعلیمی اداروں نے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان میں پنجاب کیڈٹ کالج حسن ابدال۔ ٹیکنیکل ہائی سکول جوہر آباد ایلیمنٹری سیکنڈری سکول مظفر گڑھ جونیئر ماڈل سکول لاہور۔ اور جوہر آباد میں لڑکیوں کا نارمل سکول بھی شامل ہے لائلپور میں ایک نئے ٹیکنیکل ہائی سکول کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر سال ایسے دو سکول کھولے جائیں۔

157

صنعتی ترقی

تقسیم کے بعد پنجاب میں تقریباً دو سو نئے رجسٹر شدہ کارخانے قائم کئے گئے ہیں۔ جن میں ۲۸ ہزار سے زائد اشخاص کام کرتے ہیں۔ جہاں تک سوتی کپڑا تیار کرنے کا تعلق ہے پہلے دس سال کے اندر پچیس لاکھ تکلے لگانے کی تعداد مقرر ہے۔ اس میں سے اب تک ۲½ لاکھ سے کچھ زائد تکلے لگائے جا چکے ہیں پنجاب کے باقی ماندہ حصہ یعنی دو لاکھ تکلوں کے متعلق توقع کی جاتی ہے۔ کہ انہیں ۱۹۵۵ء کے خاتمہ سے پہلے نصب کر کے ان سے کام لینا شروع کر دیا جائے گا۔ گذشتہ سات سال کے عرصہ میں اٹھارہ سوتی کپڑے کی ملیں قائم کی گئی ہیں۔ ان میں سے پانچ ملیں سرکاری یا نیم سرکاری کنٹرول کے تحت کام کر رہی ہیں۔ اور ان میں بوڑیوالہ مل کوآپریٹو مل خانیوال۔ فوجی مل کالا۔ اور تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر انتظام لیاقت آباد اور بھکر کی دو ملیں بھی شامل ہیں۔ بوڑیوالہ مل نے جس میں پچاس ہزار سے زائد تکلے اور ایک ہزار کھڈیاں کام کر سکتی ہیں اس سال کے اوائل میں ۱۲ ہزار پانچ سو تکلوں کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا۔ اور اس سال ماہ ستمبر میں تقریباً بارہ ہزار پانچسو مزید تکلے کام کرنا شروع کر دینگے۔

دستی کھڈیوں کے ذریعہ کپڑا تیار کرنے کی صنعت صوبے کی اہم ترین صنعتوں میں شمار ہوتی ہے۔ حال ہی میں دستی کھڈیوں کے جو اعداد و شمار فراہم کئے گئے تھے۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ صوبے میں اس وقت دو لاکھ سے زائد دستی کھڈیاں کام کر رہی ہیں۔ اگرچہ موجودہ وقت میں یہ صنعت سوتی دھاگے کی قلت کے باعث تسلی بخش طریقے سے نہیں چل رہی تاہم اس میں کوئی کلام نہیں کہ نئے کارخانے چلنے سے نہ صرف صوبے کی داخلی ضروریات ہی پوری ہونگی بلکہ پاکستان کے دوسرے علاقوں میں بھی خاصی مقدار میں فاضل سوت برآمد کئے جانے کیلئے بچ رہے گا۔

جہاں تک اونی کپڑے کی صنعت کا تعلق ہے تقسیم کے بعد سے سات وولن سپننگ اور ویونگ ملیں قائم کی جا چکی ہیں ان میں سے ایک کوآپریٹو مل لائلپور میں بھی ہے۔ اس کے علاوہ کئی ایک دستی کھڈیوں کے ادارے ہیں۔ جہاں تمام قسم کی اونی اشیا مثلاً کمبل ٹویڈ وغیرہ تیار کی جاتی ہیں۔

سیالکوٹ۔ وزیر آباد نظام آباد کے مقامات میں علی الترتیب کھیلوں کے سامان۔ کٹلری اور آلات جراحی کی صنعتوں کو دوبارہ بحال کیا گیا ہے۔ ۴۸-۱۹۴۷ء میں سات لاکھ روپیہ کی مالیت کے آلات جراحی تیار کئے گئے تھے۔ لیکن گذشتہ سال تقریباً بیس لاکھ روپے سے زائد مالیت کا سامان تیار کیا گیا

پنجاب میں تقریباً تین سو کارخانے مشینی اوزار۔ آئیل انجن خاص قسم کے پمپ۔ بیٹری پلیٹیں ٹارچیں ہوزری کا سامان۔ عمارتی لوہے کا سامان زراعتی آلات وغیرہ بنانے میں مصروف ہیں۔ اس کے علاوہ بیس کے قریب اعلیٰ پیمانہ کی سٹیل اور ری رولنگ ملیں بھی کام کر رہی ہیں۔ درجن بھر سائیکل اور سائیکلوں کے پارٹ تیار کرنیوالے ادارے اور اسی قدر بجلی کے پنکھے تیار کرنیوالے کارخانے صوبے میں موجود ہیں ان میں سے اکثر کارخانے تقسیم کے بعد قائم ہوئے ہیں۔ حال ہی میں سلائی کی مشینیں تیار کرنیوالے متوسط درجہ کے دو کارخانے بھی جاری کئے گئے ہیں۔

بحالیات

پنجاب میں مشرقی پنجاب اور دیگر علاقوں سے قریباً ساٹھ لاکھ مہاجر داخل ہوئے ہندو اور سکھ تارکان وطن کی تعداد اڑتیس لاکھ ہے۔ لہذا شہری اور دیہاتی مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ نہایت غیر معمولی تھا۔ عارضی نوعیت کی ابتدائی آبادکاری کے بعد ایک نیم مستقل بحالیاتی آبادکاری کی سکیم ۱۹۵۰ء میں اختیار کی گئی۔ جس کی بنا پر ہندوستان میں چھوڑی ہوئی جائداد سے متعلق مطالبات طلب کئے گئے اور ان کی تصدیق کے بعد ڈھائی سو ایکڑ نہری زمین کی حد تک مطالبات پورے کرنے کے اصول پر زمینیں الاٹ کی گئیں اسکے بعد ۵۰ ایکڑ نہری زمین تک پچاس فیصدی کی تخفیف کیگئی مطالبات کے سلسلہ میں کوئی ۹۰ فیصد کام مکمل ہو چکا ہے

پاکستان کی برآمد کو فروغ دینے کی اسکیم

(بقیہ صفحہ ۴)

موضع قبیہ کی تعمیر نو کے لئے بھی ۵۰۰۰۰ روپیہ کا عطیہ دیا ہے

وزیر خارجہ آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے اس موضع کا خود دورہ کیا اور وہاں یہودی حملوں کے نتیجے میں رونما ہونے والی ہولناک تباہی کا بچشم خود معائنہ فرمایا۔ اور وہاں کے لوگوں کو ان کے عزم و ثبات اور اپنے گھروں کی مردانہ وار مدافعت پر خراج تحسین پیش کیا۔

جنوب مشرقی ایشیا

پاکستان کو اپنے محل وقوع کی وجہ سے جنوب مشرقی ایشیا کی بہبودی و استحکام سے گہری دلچسپی ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم پاکستان نے ہند چینی میں جنگ بندی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ مجھے خوشی ہے کہ کولمبو کانفرنس کی متفقہ سفارشات نے اس معاملہ پر معاہدہ ہونے میں رہنمائی کی ہے۔ پچھلے سال پاکستان نے فلپائن اور تھائی لینڈ سے سفارتی تعلقات قائم کئے۔ اور اس سال کے شروع میں انڈونیشیا کا ایک خیر سگالی مشن بھی پاکستان آیا۔

پاسپورٹ اور ویزا

حکومت پاکستان نے غیر ممالک سے بہت سے معاہدے کئے ہیں جس کے نتیجہ میں ویزا اور ویزا کی فیس یا تو ختم ہو گئی یا کم ہو گئی ہے۔ اور ویزا کی منظوری کا طریقہ کار سہل ہو گیا ہے۔ پاکستان نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے بھی ایک معاہدہ کیا ہے جس کے نتیجہ میں ویزا کی فیس کم ہو گئی ہے اور ایک سال کے اندر کتنے ہی سفر کرنے کے لئے ویزا دیئے جاتے ہیں۔

حج

عازمین حج کی ٹریفک کو حکومت کنٹرول کرتی ہے۔ اور عازمین حج کو پاکستان نیز حجاز میں امکانی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ انہیں اپنے ہمراہ غذا کے راشن اور کپڑے وغیرہ کے پرمٹ لے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ عازمین حج کی سہولت کے لئے ۱۴ لاکھ روپے کے خرچ سے چٹاگانگ میں حاجی کیمپ قائم کیا گیا ہے۔ حجاز میں تین سرکاری شفاخانے بھی قائم کئے گئے ہیں اور وہاں میڈیکل مشن بھی بھیجے جاتے ہیں۔ اس سال فریضہ حج ادا کرنے کے لئے پاکستان سے ۸۶۰۶ عازمین حج حجاز روانہ ہوئے جن میں خود گورنر جنرل پاکستان عزت مآب غلام محمد اور وزیر اعظم آنریبل مسٹر محمد علی بھی شامل تھے۔

پاکستان کی خاص برآمدی اشیاء پٹ سن - روئی - چمڑہ اور کھالیں - اون اور چائے ہیں - جن سے غیر ملکی زرمبادلہ کی آمدنی کا بیشتر حصہ حاصل ہوتا ہے۔

تقسیم کے بعد ملکی صنعتوں کی بحالی

تقسیم کی وجہ سے ان صنعتوں کا انتظام بکھر کر رہ گیا تھا۔ اس لئے قیام پاکستان کے بعد حکومت نے سب سے پہلے ان صنعتوں کو منظم بنانے کا کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور حکومت کی کوششوں کے نتیجہ میں اب یہ صنعتیں پوری طرح بحال ہو گئی ہیں۔ اور ان کی اشیاء کی مانگ نہ صرف روایتی بازاروں میں ہے۔ بلکہ انہوں نے کچھ نئی منڈیاں بھی حاصل کر لی ہیں۔

اس عرصہ میں پاکستان نے صنعتی میدان میں بھی کافی ترقی کی ہے۔ اور پاکستانی صنعتوں کا تیار کردہ سامان بازار میں آنے لگا ہے۔

حکومت پاکستان نے گذشتہ ڈیڑھ سال کے دوران میں بہت سی اشیاء پر سے برآمدی کنٹرول یا تو ہٹا دیا ہے۔ یا نرم کر دیا ہے۔ برآمد کے کھلے عام لائسنس پر رکھی جانے والی اشیاء کی تعداد جو ۱۹۵۲ء کے آخر میں ۳۸ تھی۔ اب ۱۴۰ ہو گئی ہے۔ بہت سی اشیاء کی برآمد کی کھلی اجازت ہے

درآمد کے مقابلے میں برآمد پر زیادہ توجہ

ملک کی صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ درآمد کے مقابلہ میں برآمد پر زیادہ توجہ دی جانے لگی ہے برآمدی تجارت میں اضافہ کرنے کی غرض سے حکومت نے برآمد کو فروغ دینے کی ایک اسکیم شروع کی ہے۔ جس کی بنیاد اس اصول پر ہے۔ کہ بنیادی ضرورت کی بہت سی اشیاء کے برآمد کنندگان کو غیر ملکی زرمبادلہ کی اس آمدنی کے ۳۰ فی صدی تک جو انہوں نے برآمد سے حاصل کی ہو۔ بعض اشیاء درآمد کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس طرح برآمد میں بھی اضافہ ہوگا۔ اور ان اشیاء کی درآمد بھی بڑھ جائے گی جن کی ملک کو ضرورت ہے۔

برآمد کو فروغ دینے والی اسکیم کی تفصیلات

اس اسکیم کے تحت جاری کئے جانے والے لائسنس تاریخ اجراء سے چھ ماہ کی مدت تک کارآمد رہیں گے۔ اور ان کے تحت پاکستان کے کسی بھی حصہ میں اشیاء درآمد کی جا سکتی ہیں۔ اسکیم کا اطلاق جن مدوں پر ہوتا ہے۔ ان میں سے اہم یہ ہیں:-

خام اشیاء:- پہاڑی نمک - پسی ہوئی ہڈیاں یا ہڈ کھاد - سجی کھار - تمباکو ورجینیا قسم کے علاوہ) آئرن سیاڈرم اور گلگت اینٹیمنی (کے علاوہ) جڑی بوٹیاں - مشرقی پاکستان سے جلانے کی لکڑی اور عمارتی لکڑی - شہد اور کھجور -

مصنوعہ اشیاء:- مٹی کے برتن چمڑہ اور بانس کا سامان - کانچ کی چوڑیاں - مصنوعی زیورات کھلونے - بٹن - پلاسٹک کا سامان - تیل کھینچنے والی مشین - تیل کے انجن - کولہو - سلائی کی مشین اور اس کے پرزے - اس اسکیم کے تحت جو اشیاء درآمد کی جا سکتی ہیں - ان میں یہ شامل ہیں:-

استعمال شدہ کپڑا - سیمنٹ - تعمیری سامان - گھریلو بجلی کی فٹنگ کا سامان - فوٹوگرافک فلمیں عینکوں کے شیشے - فراکلی کپڑا - بیٹری کے پتے دھونے کے صابن کے ٹکڑے - سائیکلیں - موٹر اسکوٹر - موٹر ٹرک - جیپ اور موٹر رکشا بیں (ڈھانچہ کے بغیر)

اس اسکیم میں برآمد کے لئے جو اشیاء شامل ہیں - ان میں سے بیشتر ملک میں وافر مقدار میں موجود ہیں - پہاڑی نمک پنجاب اور صوبہ سرحد میں کافی مقدار میں پایا جاتا ہے - تخمینہ ہے کہ سالانہ ۲۲ لاکھ من پہاڑی نمک برآمد کیا جا سکتا ہے

کھجوریں صوبہ سرحد - پنجاب اور سندھ کے علاقوں میں پیدا ہوتی ہیں - ۵۷ - ۲۱ لاکھ من کھجوروں میں سے - تقریباً ۱۴ ء ۱۹ لاکھ من کھجوریں فاضل بچتی ہیں - جن کو مقامی اور دیگر بازاروں میں بیچا جاتا ہے -

مصنوعہ اشیاء کے شعبہ میں پاکستان کی بنی ہوئی بعض اشیاء کی برطانیہ - امریکہ اور بعض یورپی ممالک میں کافی مانگ ہے - مثلاً مٹی کے برتن - مصنوعی زیورات - زنانہ ہینڈ بیگ اور کھلونے وغیرہ پاکستان کا بنا ہوا بانس کا سامان - کانچ کی چوڑیاں - بٹن - پلاسٹک کا سامان - ڈبوں اور بوتلوں میں بند غذائی اشیاء اور شیرینی کو مشرق وسطی - افریقہ اور جنوب مشرقی ایشیاء میں عمدہ بازار مل سکتا ہے -

برآمد کی ترقی کی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کے نقطہ نظر سے وزارت تجارت میں ترقی برآمد کی ایک شاخ کھولی گئی ہے - اور تجارتی ترقی اور تجارتی اطلاعات کے محکمہ میں توسیع کی جا رہی ہے - تجارتی ترقی کے محکمہ کے دو مزید دفتر قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے - جس میں سے ایک مشرقی پاکستان میں ہوگا - اور دوسرا مغربی پاکستان میں -

پنجاب میں آزادی کے سات سال

(بقیہ صفحہ ۹)

یہ دیہاتی آبادکاری سے متعلق ہے۔

متروکہ جائداد کی دیکھ بھال بھی ایک مسئلہ رہی ہے حکومت اس سلسلہ میں کوئی ۹۰ لاکھ روپیہ مرمت پر صرف کر چکی ہے۔ لیکن ابھی تک مرمت کے تقاضوں کی کثیر تعداد جوں کی توں موجود ہے۔ غالباً شہری آبادکاری کا مستقل حل اس گتھی کو سلجھا سکے گا۔ جس کی رو سے جو لوگ قابض ہوں گے۔ جائداد کی نگرانی انہی کے ذمہ ہوگی۔

تقسیم کے بعد مہاجرین کو جو امدادی وظائف دیئے گئے۔ وہ گذشتہ سال ختم کر دیئے گئے تھے اور ان کی جگہ مہاجرین کو آمدنی دینے والی جائداد الاٹ کر دی گئی تھی۔ بہر حال بیواؤں۔ یتیموں اور اپاہج مہاجروں کو بدستور وظائف دیئے جا رہے ہیں۔

حکومت اب تک مجموعی طور پر مہاجرین پر ۲ کروڑ ۵۶ لاکھ روپیہ خرچ کر چکی ہے۔

آبادی کے بڑھنے سے جگہ کی جو قلت ہو گئی ہے اسے دور کرنے کی غرض سے پنجاب بھر میں نئے شہر آباد کئے جا رہے ہیں۔

حضرت مصلح موعود کا سخت تاکیدی فرمان

ہر احمدی جو اپنی زبان سے دوسروں کو تبلیغ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اگر وہ اپنے اوقات میں سے تبلیغ کے لئے وقت نہیں دیتا۔ وہ یقیناً ایک فریضہ کو ادا کرنے کی وجہ سے ایسا ہی گنہگار ہے جیسے نمازوں کا تارک گنہگار ہے۔ جو احباب زبان سے تبلیغ نہیں کر سکتے۔ وہ ہمارے لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ جو کارڈ لکھنے پر مفت روانہ کیا جاتا ہے۔

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن

فاؤنٹین پن مرمت کی قدیمی دوکان
پارکر شیفرڈ ایورشارپ ۔ نیز ہر قسم کے قلم کی
مرمت کا اگر سب نے انکار کر دیا ہو ۔ تو ہمارے ہاں
مرمت کر کے بالکل نئے بنا دیئے جاتے ہیں۔
آزمائش شرط ہے
ہر قسم کے قیمتی و معمولی قلم اور سونے و ویڈیم کی نبیں
ربڑ و پیتل کی مہریں بنوانے کے لئے
فونٹین پن ورکشاپ نیلہ گنبد
لاہور کو یاد رکھیں
پرامونٹ ہیر آئل
خوشبودار
بھنگ کا تیار شدہ
جدید طبی اصول پر نباتاتی تیل سے تیار شدہ
بالوں کو مضبوط بناتا اور گرنے سے روکتا ہے
بالوں کو قبل از وقت سفید ہونے سے
روکتا ہے اور لمبا کرتا ہے۔
سر میں خشکی اور پتری کو دور کرتا ہے۔
اور دماغ کو تازگی بخشتا ہے۔
پرامونٹ پرفیومری ورکس سیالکوٹ
نادر موقع
گارنٹی ۱۰ سال
جنوری ۱۹۵۵ء تک قیمتوں میں خاص رعایت
خوشنما رسٹ واچ فی ۲۵ روپے
پائیدار الارم ٹائم پیس فی ۸-۱۲ روپے
پراسپیکٹس منگوا کر انعامی رسٹ واچ
مفت حاصل کریں
پتہ :- شیخ عبدالرحمٰن اینڈ سنز ۸۰۹ پیلا اتوالی
سٹریٹ لوہاری گیٹ لاہور
اتحاد ــ تنظیم ــ یقین محکم
دی بٹالہ انجینئرنگ ورکس
بادامی باغ لاہور
بیکو کی مصنوعات ربع صدی کی مسلسل جدوجہد اور شاندار روایات
کا نتیجہ ہیں۔ یہ مصنوعات ایک ایسے کارخانے میں تیار کی جاتی ہیں۔
جو اعلےٰ درجے کی جدید ترین مشینری سے آراستہ ہے۔
اس کارخانے میں رائج الوقت ٹکنیک کے ماتحت پیداوار
کا پروگرام اس طرح عمل کے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے کہ بیکو ملک
کی صنعتی اور زرعی ضروریات کا ایک بھاری حصہ پورا کرنے کے
قابل ہے۔
ہم مندرجہ ذیل مشینیں مناسب وقت پر آرڈر
دینے سے مہیا کر سکتے ہیں
• خراد • ڈرلنگ مشین • شیپر • ڈیزل انجن
سنٹری فیوگل پمپ — اور — ہر قسم کے
زراعت کے آلات
BECO
دی بٹالہ انجینئرنگ کمپنی (پاکستان) لمیٹڈ دی مال لاہور
زود جامِ عشق - مردانہ طاقت کی خاص دواء - قیمت کورس ایک ماہ ۱۵ روپے" دواخانہ نورالدین - جودھامل بلڈنگ لاہور